رجسٹرڈ نمبر اے ۶۱۳

REGISTERED NO. A. 765



M.H. ... Lucknow

باقر آرکائیل اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ بالوں کی حفاظت اور دماغ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) خاکسار ان عارضی کی [illegible] تصدیق [illegible] سالانہ قیمت [illegible] ضروری فرما ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا [illegible] ہے [illegible] زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) خریداروں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور [illegible] خدمت ملک کرتا ہے [illegible] ایک پرچہ [illegible] کے کل تمام خوبیاں [illegible] ہر ایک نمبر میں [illegible] مضامین ہوتے ہیں [illegible] آپ کے مذاق کے مضامین [illegible] اگر اس پرچہ کے مضامین [illegible] آپ کے موافق مطلب اور مذاق کے معلوم ہوں تو [illegible] خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ [illegible] طلب کرنا بھی فضول ہے۔

(۵) طالبان [illegible] قیمت [illegible] سالانہ خریداروں سے قیمت [illegible] اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ [illegible] فائدہ اٹھا [illegible] کا اخلاقا ناجائز [illegible] ہے۔

(۶) [illegible] صاحب [illegible] کہ ہر نمبر کے [illegible] کے ساتھ [illegible] نہیں پہنچ سکتا اور [illegible] کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ [illegible] مقصود نہیں ہے [illegible] ہوتا۔

(۷) [illegible] خریداری [illegible] ایک ہفتہ قبل [illegible] اطلاع [illegible] اگر [illegible] نہیں کیا گیا پرچہ بند کر دیا جاتا ہے [illegible] حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) [illegible] اشتہارات [illegible] اودھ پنچ کا نام نہیں [illegible] ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی [illegible] پالیسی کے مطابق ہوں گے وہ شائع [illegible] ہوں گے۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی طرف پر لکھے جائیں [illegible] فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خط و کتابت [illegible] ضرور لکھنا چاہیے جو کہ آپ کے نام کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۴۳ نمبر ۲۴

مضامین

۱۰ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء

روحِ تخیل

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

کہنے لگے کہ ہم بھی شاعر ہیں اور ہمارے منہ سے بھی اسی طرح شعر پر شعر بے ساختہ نکلتے ہیں جیسے بالتصنیف غصہ میں گنواروں کی زبان سے بے تحاشا گالیاں کا وادا ہی کلام بس آمد ہی آمد ہے کہیں آورد کا نشان نہیں معنی مطلب کی درستی کا جھول پالنے والے کوئی اور ہوں گے۔ آجکل کے مطلق انسان شعرا شہرت کی ہوس اور سستے دوستوں کی مصنوعی تعریفوں کے اصرار پر عاشق ہو کر میدان سخن میں قدم رکھتے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ شعر میں بلند پروازی ایسی ہونا چاہیے کہ دوسرا وہاں تک نہ پہنچ سکے۔ یہی وہ شعر ہوا کیا جو کسی کی سمجھ میں آئے نرالی ترکیب سے فارسی و عربی کے غیر مانوس الفاظ جمع کرو۔ اور بے تکے چھول پر تاؤ دے کے گھر دو اپنے نام کے ساتھ خلاق سخن معنی فہم کا لقب۔ دل و دلکش کے زمانہ سے اس وقت تک خدا جانے کتنے شاعر گذر چکے ہیں انھوں نے ربط الفاظ و معنی کی تلاش میں عمریں تمام کر ڈالیں۔ اب وہ رنگ پرانا ہو گیا اگر ہم اسی دستور سے پر چلتے رہے تو پھر کمال ہی کیا ہوا۔ ہمارے دوست حضرت خسرو کا کہنا ہمارے بھی لکیر کے فقیر ہیں یعنی با معنی شعر کہنے کا سودا ان کو بھی ہے۔ بار بار ان سے کہا کہ خدارا اب طبیعت یعنی حال کے رنگ میں بھی کہا سے سخن کو رونق دیجیے۔ کہنے سننے سے ایک غزل اور ایک قطعہ عنایت فرمایا۔ نظم کا سہرا آپ کے سر رہا نثر کی باگ بندہ نے کہا تھا ہے۔ آپ کی نظم ملاحظہ ہو اور بندہ کی نثر بھی واللہ نظم تو دو ہے ہیں فخر چند کمال میں درد ہیں ... خدا سوتا پیچ کر سکے وہ حضرت بہت افزائی فرمائیے۔ ذرا غور فرمائیے نظم ہے کہ باصطلاح حال اچھا ہے کا ایک ثبوت در باد کیا جمال غالب کی روح اس انداز کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ ابھی قریب حضرت ناظم کا دعویٰ ہے اور واللہ سچ ہے کہ اس کلام کی طرف معنی مطلب نے آنکھ بھی نہ اٹھائی تھی مگر شاعر نے آنکھیں چار کیا کئیں قدم وہ اٹھے جائے رسائی فکر کی کہاں ہے وہ عظیم الشان شاعر کس کو کہتے ہیں وہ شکوہ الفاظ کے قدر دان کس طرف ہیں وہ بلند پرواز کہیں کہ جہاں نشاط سباب و حشی ہو کے متوجہ ہو جائیں۔

غزل

ہم کام آ گئے تو ہوا کام بیخودی
صبح فنا ہوئی ہے ابھی شام بیخودی

حیرت نے کر لیا ہے سرانجام بیخودی
پھر شعلہ جنوں کا کھیلہ کلام بیخودی

لفظ اسرار جمال کی تاب وتوان کے
اس سرزمیں کی چال نہیں کام بیخودی

وابستگی ہے عشق کہکشاں کے غرض
دیتے گئے ہیں وہ بھی اب الزام بیخودی

ہے ساتھ ساتھ منزل مقصود بے بہا
تقلید عقل و ہوش ہے یک جام بیخودی

انجام اشتیاق فراواں ہے گر یہ تیز
وہ دعا کرم بجاب نگاہ مست

افسردہ دل کو خسروؔ .... دعا ما سوچیا
واں کہاں سے طور حق ایام بیخودی
نہیں گیا ہوا جب

قطعہ

اے لوح خاطر غمزدہ تمام
تیرے اوپر ہے زندگی کا مدار

تجھ کو تبلیغ رحمت لبریز
مجھ کو مشعبد بڑا عاقبت در کار

کہکشاں زہرہ۔ نا معلوم
گلستاں آفتاب گوہر بار

منزل رفتہ وا نگینہ
ایک سے ایک کی ہے یک تار

تیرے چلن تسنیم قفس کبریت
تو ہے افسوس مقصد زنار

میں ہوں سرو وحشی آشفتہ مزاج
تو ہے کیا بوڑا حاج کو سیتار

الغرض حق مطلع ہیں
گفتگو ہو رہی تھی آخر کار

یعنی آشوریش رقعہ مقسوم
اس جہاں میں ہوا ہے دل آزار

کون تھا جس نے تیغ کھینچی تھی
کون تھا حاصل نہ تھا ان تار

وہ بھی اک روز ہو نے والا تھا
اس طرح سے مفاصل انوار

اب کہاں ہے تحمل طلیموس
اب کدھر ہے فرازی دیار

سرد بازار ہو گیا ان کا
جن کو تھا قصر جشیدہ خونبار

آبرو قلزم طلسم کی
ہو گئی ہے حکایت کہسار

اس لیے روشنی نے زور کیا
جس سے ظاہر ہے گری بازار

یہ جو الفاظ ہیں تو وہ ثانی
یہ جو قطعہ ہے قطعہ گلزار

غور کیجیے تو یہ خلاصہ نظم
رنگ غالب سے ہو گئی بیکار

اب یہ کہتے ہیں حضرت خسروؔ
وقنا ربنا عذاب النار

مضمون نثر

(اعلیٰ خیالات)

دور اشتیاق میں ندامت کے ساتھ ایک ایسا جذبہ تخیلات میں جاگزیں ہوا ہے جس کی تلافی مافات کے لیے تصویر روحانی درکار ہے کیونکہ انعکاس منشور خاک کا عکس استعمال پر مبنی ہے۔ اگر تشویش انسان کو وہ روح جلوہ اسلام خمیر سے لاانفصال ان رشحات سے انحراف کرنے کی تاب نہ ہو تو بات نذر کی جائے گی جن کو خضر الاقدم کے عہد قطروں نے عالم ایجاد میں سیراب کیا ہے۔ میرے خیال میں ایسا خمیر جو وصل الی المقصود ہو کسی معجزہ سے بالم کی ہستی کو فانی از

آتشکدہ چھوڑنے کی زحمت نہ گوارا کرے گا۔

حضرت سلیمان نے اپنے تفتیش حالات کی کہ حقیقت ایک لغت میں درج کی ہے جو نہ صرف طریقے پر صد ہا افراد نے لفظ کرکے متعلق کے ذیل مسائل کی پہلو پوشی میں ابتک کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا کیونکہ انسان ایک ایسا جسم ہے جس کو بو الفضل سے تشبیہ دینا گویا لیا جا رہا ہو گا جبکہ آج عالم نے سفوت نمان کو حل کرکے ایک خلاصہ اسکا اصل تیار کیا ہے اور تحقیق کی جاتی ہے کہ ہر عقد کا منعقد ہونے پر منسوب ہے

ہم کو معتبر ذرائع سے معلوم ہو چکا ہے کہ حالت بیاباں قسوں قرار دی گئی ہے اور یہ ایک ادنیٰ تحسین اس لب لباب کی ہے جسکو ہر فرد بشر کا خیال ناقص آلات جارحہ سمجھتا ہے اور یہ وہی نسل ہے جسکے معدوم ہونے کا احتمال ہے اور یہ وقت اسکا کھٹکا ہے کہ عالم مثال کے دیگر حوالہ خیال کہاں ہاں ہاں مال محال خالی وہاں استقبال اور پال کے اہم اور باریک نکات کی ریزش ستارہ ہوں ہیں جمع نہ ہونے پائے وہ صبر کے علاوہ جمعیت میں وعظ نا ممکنا ہی جاری ہوگا جو عرصہ دراز سے مستورات منکوحہ و غیر منکوحہ کے بعض خاص میں کسی زندہ دل بزرگ اصفہان نے وہ لیت کیا ہے جس کا عنوان بجز دریائے خورشید کے نمایاں نہیں ہو سکتا اور اگر ہو جائے تو اس کو بھی ایک امر اتفاقی کہا جائے گا دجل جلالہ سمجھا ہے۔

محمد حمید حسین قیصر کاکوروی

دیہاتی عورتوں کا مہر اور ایمان کی آزادی

ایک دیہاتی مسلمان عورت سے کچہری میں سوال ہوا تمہارا مہر کتنا ہے؟

جواب۔ سوا پسیری کودوں۔

سوال۔ بس اسی قدر ہے؟ یہ تو ہر شخص دے سکتا ہے۔

جواب۔ نہیں حضور۔

زنانہ فیشن کا تغیر

۱۸۷۶ء ۱۹۲۶ء



۱۸۷۶ء: اوئی ہٹ اونڈے۔

۱۹۲۶ء: نوج اونڈا نہیں اونڈیا کہو میں بھی تمہاری سی عورت ہوں۔

سوال: کیوں؟

جواب: حضور شاید مطلب نہیں سمجھے سوا پانچ کودوں میں جتنے دانے ہوتے ہیں اتنا روپیہ مہر کا ہے۔

معزز مصری جلد چھوٹا اس امر پر خوش ہے کہ ایران سے کیپی چولیشن بالخصوص کچہریوں اور عدالتوں کا دور گرے مجرموں کے واسطے کی

صنعت رفع ہو گئی۔ واللہ بالخیر یہ خوشی خبری سنجیدگی ہے۔ سوا پسیری کودوں کے جہاں یہ معنی ہیں کہ کروڑوں روپیہ کا مہر ہے وہاں یہ بھی مطلب ہے کہ مہر ہمیشہ خاوند کی جیب میں رہیگا الی صاحب چاہیں کہ اسکا آدھا بھی مل جائے تو یہ خیریت ہے دور میں تبدیل ہوگا اور دعا نامہ میں کی کیپی چولیشن کی خوشی ایسی خوفناک ہوئی ہے کہ بیچاری رعایا کے مقدمات کی سماعت میں ۲۴ گھنٹے کی دیر نہ ہونے پائے اس معین میعاد کے اندر مقدمہ شروع ہو جائیگا مجرم خواہ کتنا ہی سنگین ہو مجرم صاحب کی ضمانت عدالت کو منظور کرکے فوراً رہا کر دینا پڑیگا اور اگر جرم ثابت ہو گیا تو چاہے قتل خونریزی ڈاکا جو بازی چوری زنا بالجبر خانہ سوزی ہی ہو مجوزہ جرمانے کے اور کوئی سزا نہیں دی جا سکتی۔ مجرم صاحب پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ اپنی گرفتاری کی اطلاع بیچاری سلیر تک پہونچائیں ہی نہیں یہ فرض گرفتار کرنے والی حکومت کا ہے کہ فوراً بیچاری سلیر کی خدمت میں حاضر ہو کے دست بستہ مجرم کے گرفتار کرنے پر اظہار ندامت و افسوس کرے یعنی جرم کرے مجرم اور توبہ کرے ایرانی حکومت مجبوراً اطلاع بیچاری سلیر صاحب دیہاتی دار القضا میں تشریف لائینگے حکم ان کے سامنے سنایا جائیگا۔ کیسے مزا کا نتیجہ ہے جو انکی کاری تدبیرانہ یا نہیں کیپی چولیشن سے جو فائدہ تھا وہ حاصل ہوگیا چاہے نام باقی رہے یا نہ رہے۔ خود سوچیے کہ یہ عرصہ ایرانی حکومت کو دنیا کے سامنے پہلے سے بھی زیادہ ذلیل کریگی۔ جب ایرانی قاتل اپنی فوری حکومت کے تکر سے پھانسی پر لٹکایا جائے

اور جیسے ہی تحائف تمام ہو چکے تھا خود سے کہا نہیں
بھاے گا آزرلت ہوئی یا نہیں؟
ہاں کہیا اول! تمہاری وکیل کو گنج کے کارندہ نے
نے سرکاری وکیل صاحب کے گھری حانی کچہری
ایک گنجیش کر تو دانی ہوئی دوسری گنجیش سے نکل گئی
وکیل صاحب ہچکیاں لیتے ہوئے نہ آگئے معاملے
جرم کا ارادہ تھا کہ ناک چہوٹا کرے مگر پھر یاد رات
دل ڈسے بھیجے کیسے ہیں اختیار قطع لمناد شمار رکھا
کہ کوئی خاص عضو نہ کاٹا جائے پر تو اطمینان کا کام
مگر انکے بعض عقل مند عزیز دوست دیکھ کے کہنے لگے
در دو تو کیجیے اسلئے ناک رکھ لی ہے ہمارے
دوست مدیر میرو تماشا فرماتے ہیں:-

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
تمام عشق و ہاے مشغول تمام ... [illegible]
[illegible] ...... جب
[illegible]
[illegible]
بہری شد۔

ان حضرت سچ ہے اسلئے ناک رکھ لی ہے ہمارے
ہے کہ خوش باوری ہے عمدہ چیز ہو گھڑی کی ... [illegible]

جل تو ش ہو جاتا ہے۔
خدا نہ کرے کہ ایرانی گورنمنٹ میں کوئی پوستین مجرم
ہو لیکے اس دن ہمارے مدیر جیو کا کیوں لکھنا پڑیگا۔
الانصاف الانصاف!! اے اہل عدل انصاف
اہم ملائے یک قانون تعزیرات معدود [illegible]
فرانسیس ظیارہ پیدا اور ہ بمرا...... کہ یک
پانچ و بیست صد من گھوڑا ہے [illegible]
گنا اس [illegible] ساخت [illegible]
[illegible]
سفاکی!! از دست عدالت و انصاف رہائی حال
[illegible] — حق تعنیت گیم
ذات مقدس پہلوی [illegible] کیسی پوستین [illegible]
ایمانیاں [illegible] منظور عالا
ساخت؟

ایک تھے میاں ہوشیار کہ انکے کا سپاہی تھا
کہیں سے ایک کتیا پالا لاکر گھر میں رکھا تھا
کیا سمجھ کر ایک ویران سرائے میں رہتے تھے وہ
سمجھ کر اسیر نہ تھا مشوقہ کا ہیٹ کہہ کر پھرتے
کئی فاقے تا مرد و دگر و رہے تو سنگ کو جو گردی کر کے
اتفاق سے کوئی مسافر کا لی رشم کھا کے ٹھا کہ پھینک
گیا تو میاں نے جو سنگ کے روزنا کتیا کو زرا دیا
کتنے کیسی کیا مزے کی چیز ہے۔ میاں ہوشیار بولے
یاروں کے ساتھ رہو گی تو یہی مزے رہینگے
بس ایرانی بھائیو یاروں کے ساتھ رہو گے تو
یہی مزے رہیں گے [illegible]

جر اور جا تو کو نا۔
راقم
عاقبت اندیش

رنگون رنگین

غزل

اے غضب ستم ... آج ہمارا شہر ... [illegible]
بنا جاتا ہے کیوں ... عشق بیمار [illegible]
ہر گوشے گوشے سے شیون [illegible]
کی صدا آتی ہے۔ بچے تڑپ رہے ہیں بیک رہے ہیں
کوئی کہتا ہے ہائے ہائے

بہار ہی میں ہم سے بچارہ [illegible]
[illegible]
کوئی روتا ہے ہائے

ٹکڑوں ٹکڑوں [illegible] آخر شد
[illegible] آخر شد
کوئی آنسوؤں سے منہ دھوتا ہے ہائے

سب پھول چمن کے لائے ہم [illegible] آئے
ہم سے کوئی یہ پوچھے ہم کیوں گئے چمن میں
عاشقی ہے کیا اچھے کی بات۔ بہار کی رخصت خزاں
کی آمد ایک قدرتی کھیل ہے مگر گلشن [illegible]
[illegible] جیسے یک [illegible]
چمن سے [illegible] تو [illegible]
دنیا [illegible]

دل کی کلی کھل کے رہ گئی۔ بعض لیلیٰ میں خالہ اماں کے قول زرگ کہتے ہیں کہ وہ بارہ بجے چو پیک پارک جا بیٹی ہوا سے انیلیا پیدا کرتے تھے کہاں وہ گیا اور ہوگئے جب ہی تو سودائی تین تین بجے بارہ بجے پھرتے ہیں۔ ماشاء اللہ بادشاہ سودائیوں نے اپنی حقیقی اماں کے سفر آخری پر بھی اتنی نماز الٹی پیاہ بھائی ہوگی جتنی ان وہ بازاروں کے تنگوں سے ملتان ہولے پر بھائی شہر کے چپہ چپہ واووں سوفٹ شریف زادوں نے لیڈا کینیا بنارکھی ہیں رنڈیوں کے تھٹے بالا صد رفعت ہوتے ہیں۔ آپ ہی انصاف کیجیے اگر کسی کمپنی کا دوالا نکل جائے تو حصہ داروں کا کیا حال ہوگا بس یہی کہ پیٹ پکڑے چلوں سنبھالے روتی گھبرائے کلے گھگرے کی طرح جہاز کے رخ ادھر ادھر مارے مارے پھریں گے یہی حال ان لنگروں کا ہے۔ الوداعی شب کا سماں جب یاد آتا ہے تو کلیجہ کا دل مارے ہنسی کے لوٹ جاتا ہے۔ وہ گلشن کے چاہنے والوں اور گلزار کے عاشقوں کا دل مسوس کے کہنا تمھیں میری جان کی قسم نہ جاؤ سنو گوارا نہ سہی کیسا طوفان آیا ہے اے ہے ننھی ننھی کیاریاں صبح ہی ڈوب گئیں تو شیر خواروں کا قتل پڑا کہاں گئے۔ اور رو پیٹ مالیوں کی طرح سرگرداں اپنا توکون رہا دوسروں کی سعادت حاصل کرے گا ارے دیکھو تو طفل دل ابھی سے ٹوٹ کے لگا چل رہا ہے کہ نہ جاؤ ہیں وہ دوسرے کہ اس بچے پر کیا گزرے گی پیاری سے

روٹھی جاتی ہو تو اک مار لگاتی جاؤ
ہاتھ اٹھتا ہو تو یہ ہاتھ اٹھاتی جاؤ
قصد جانے کا مصمم ہے تو ہنگام رحیل
طفل دل کو رہے نہ کھو کر لاتی جاؤ

ایک وقت یہ ہوا اور دوسری طرف بی صاحبوں کا یہ انکار کہ نہیں ہم تو جا نکلتے لیں نوبت رہے اب کہاں تک رہیں۔ قدرتے روتے زبان بھی تو روکے گا اب ہم روکینگے۔ تمھاری بدولت گزرنے اجارہ ملا سنتا ہوا فرض کرو یا یہ لیں رہتے دل اپنی کلاہ لاہ

تنہا نکلو ادا۔

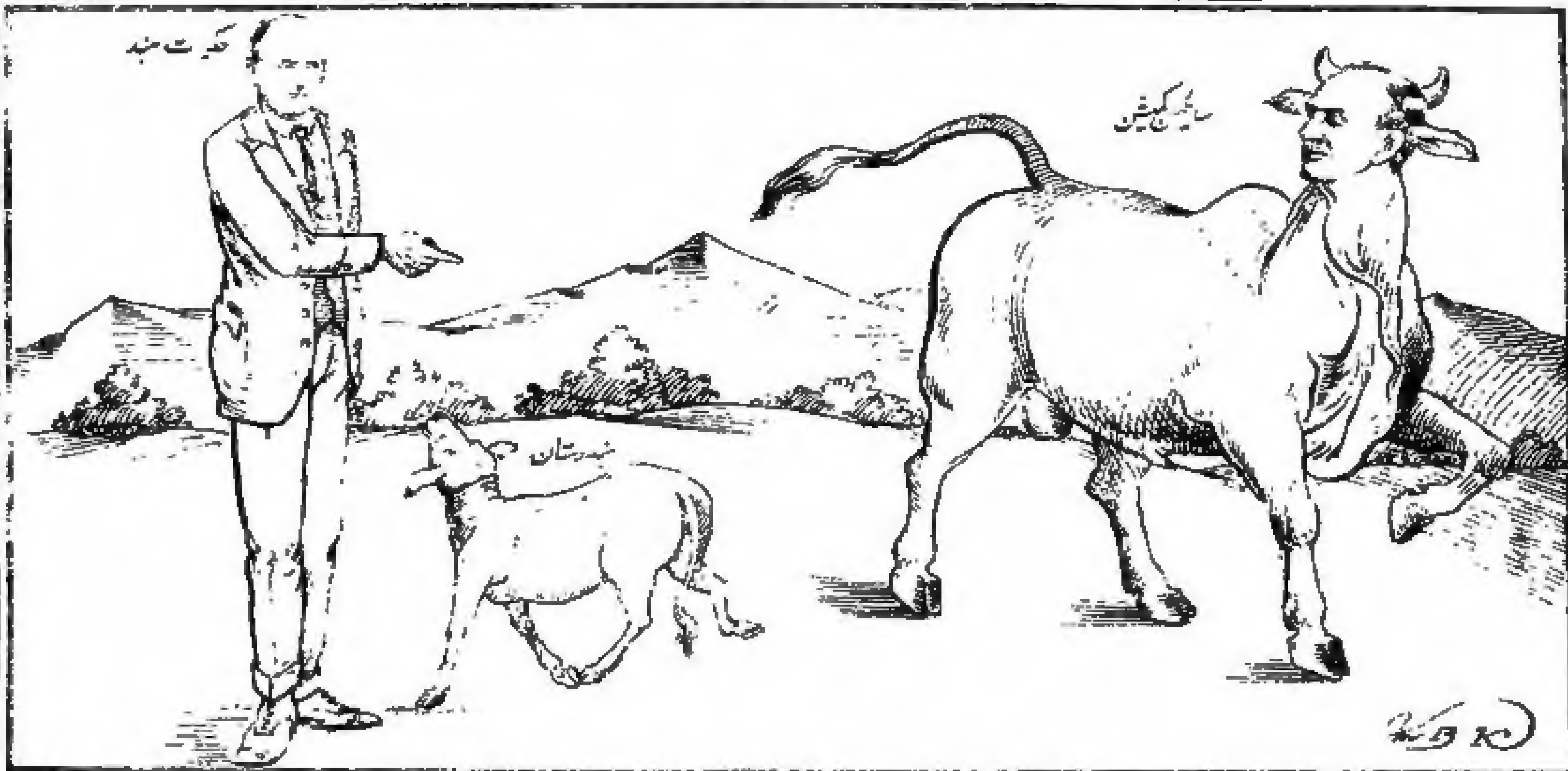
آخر کار تمام عشاق زندہ جاوید جہاز پر معروف ہوئے اسبابوں کے پورٹ مشو حسرتوں کے نیچے۔ بوسوں کے گٹھر۔ نالوں کے پارسے خونوں کے صندوق بند تھے۔ سسکیوں کی ہمیں چپاتیاں دل کے جلے توسے پر سینکیں نالوں کے کباب آہوں کی سیخ پر بھنے۔ ندیاں کے شیرے سے سینچے ہوئے بیگن تپ فراق میں ابلے اور جگر کے قیمہ خون گیس میں خواب سے داخل ہوگئے سارنگی نے آواز دی ہیں زور کے کی مدت خون خون لاکھ کے خلاف کے برقعے میں منہ چھپایا۔ طبلے کی آواز نے لعنت لعنت کہتے ہوئے بستی میں ظلمت ہوئے۔ بیسوائیوں نے خدا ویرانے کے جلسے میں اپنی ننھی اور عشاق کی جنہیا کرائی۔ بی صاحب نے طرے کے ٹھیکے اور کفن کے عوض جہاز کے ٹکٹوں کا ہو چکا کیا۔ وہ ٹکٹ لائے تو دوسرے یار وفادار ساز نازک چیزوں کو ٹیس اور کوک سے محفوظ رہنے کی سفارش کرنے چلے تو آپ خفا، کھاتی صورت پھرتے ہیں اور یا گئے اُسی تنبولی کی دکان سے پان کھاتے ہیں جس پر آئینہ نصب ہے اور لب اسماعلین کا مقابلہ شیرین پوز نیشے کرسکیں۔ حضرت کی ایمان داری پر ان عصمت فروشوں کو سو جب اعتبار ہے کہ حضرت کی زبان نے اپنا بھرم قائم کرنے کے لیے اپنے دوسرے شریف بھائیوں کو بوجھ اٹھائی گیرا اگر بتاتے ہیں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی رنڈیوں کی خوش قسمتی سے حضرت کا ایک لنگوٹیا یار جہاز میں راستہ کا ہے۔ بیچارے نے ہاتھ جوڑ کے کہا سے

سپردم بتو ...... خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

بھائی تمھارا ہی آسرا ہے تمھیں میری جان کی قسم ان کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا کیونکہ ان کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ لگتے تک خاطر مدارات کرکے پھر جو انھیں زیادہ بھی تو گزشتے نہ پاؤ گے

اس شریف کمپنی کے ڈیپارٹ ہونے کا تفتیش جلوس صاحب ہمارے کل نذر اللہ اسی طیارے کی جو ایک راہ میں تنہا کھیتے ہیں بلکہ زرگ تو یہاں تک بدگمان ہیں کہ لیکچرز کی مقدس رقم کا کچھ حصہ بھی اسی غرض سے تنگ گھروں سے پرنٹ کا واحد ٹکا چکا ہے۔ مگر نہیں کیا۔ آگ جانے اور ہوا جانے دھوگئے ہوئے کی بو جانے۔ سماجی سے آپ کو حسن صورت سے بھی کوئی بہرہ قسام ازل اور حصہ رسدی نے عنایت نہیں فرمایا۔ کچھ شکل تھ۔ گٹھا دبلے بیلے بھدے سیلے شکل آبنوسی رنگ۔ آپ جانیئے زردوزی کی رنگ سے صورت نقشی کرو جائے بلا تامل سے کام آتے اور اس طرح سعادت مند کہلاتے اور کیا کرتے۔ لہٰذا اسباب سفر کی گٹھری پہ بیٹھ کے جہاز تک پہنچا۔ یہ بھی یہ ہر کارستانی ہے۔ غرض اسی اثر میں جب دھوم میں بات کی۔ ادھر گلشن رہ ہیں سرکو کھٹی بھلی ادھر عشاق کے گل اور سینے میں انار خشماع فراق پچکارنگ زردزیر ناف۔ اپنی کنائیوں کی دادی دریا کے کنارے کھڑے گھاٹ دھوتے یا ڈوبتے تکلے ہوئے ہجوم عشاق پیچھے پیچھے بی صاحب اور انکے سپاہی ترساں۔ قافلہ سالاری کا حق یکتے تیغ بے دریغ دماغ نے یوں ادا کیا کہ ہر قدم پر ہوا دینا کمار ہے۔ وہ یہ کہ تم نہیں تمھاری تصویر تو پاس ہوگی۔ ہمراہی بھی پیادہ اللہ آمرزیدہ تھے۔ جب جانے والے مسافر جہاز پر لدے اور ڈیک پر کھڑے ہوئے تو یار لوگ سر پر اپنا لاد ہو کے بیٹھ رہے وہ جنتی تھیں یہ قسمت کو روتے تھے۔ ادھر رومال جنبش کہ سے باہر ادھر خدا کے اختیار سے باہر اتنے میں جہاز نے لنگر اٹھایا سیٹی بولی، عاشقوں کے ہر عضو سے صدا نکلی۔ رومال کے ہاتھوں نے رومال ہلا یہ ہائے جہاز نے لیے قافلہ بڑھ جائے۔

خس کم جہاں پاک۔ جس طرح ہو ہمیشہ یوں ہی دکھاؤ خدا پھر یہ نصیب نہ کرے۔ خدا آپ کے قلم کی برکت سے بچا چکا



معجزنما حکومت

حکومت ہند: کیا میرا منہ دیکھتا ہے؟ ارے جا، وہ گائے کھڑی ہے۔ تھن میں منہ لگا دے۔

ہندوستان: بیل ہے بیل ہے!

حکومت: بیل ہے تو ہوا کرے۔ مطلب پیٹ بھرنے سے ہے۔ بچھڑے تو پی تو سہی"

کی شنیں دریا برد ہو گئیں اور بچی ہوئی مقتول
تنازعات کر روتا چھوڑ گئیں۔ ہم جناب ایک طرف
آپ کی خدمت میں تحفۂ مبارکباد پیش کرتے ہیں تو
دوسری طرف ان شیدیان عشق سوگ نشین اہل خانہ
کی تعزیت بھی ضروری خیال کرتے ہیں خدا ان کو
اس کٹھن مصیبت میں صبر دے اس عمر میں شفیقوں
کا سایہ سر سے اٹھنا بہت کھلا ہوگا۔ مگر صبر کے
ساتھ شکر بھی انہیں لازم ہے کہ سستے چھوٹ گئے ورنہ
ستر کے بیٹوں کو جو پیچھے رہ گئے یتیم کی قسمی ہاتھ میں
ہوتی یا کاسۂ گدائی۔

راقم ——

دانا بینا

ملکی اخبار

(از قیصر)

نالائق ہندوستانی

مشہور ہے کہ درخت نے کلہاڑی سے کہا تو
مجھے نہیں کاٹ سکتی جب تک میری برادری میں سے
کوئی تیرا شریک نہ ہو۔"

واقعی اگر یہ کلہاڑی سے میاں ہنگامہ دستہ جیسا
کی باقاعدہ طاری نہ ہو تو تناور درخت کو یہ کلہاڑی
کی معاملہ زبان سے کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔
ہمارا بعض جواں مرداں ہے کہ مسٹرداس کے نقش قدم
سابق وزیر بنگال کونسل میں ایک رزولیوشن
پیش کرنے والے ہیں۔ رزولیوشن بہت باکمال ہے
لیس یہ کلہاڑی کا دستہ جیسے جیسے اپنی اپنی ساتھ
دے کے اپنی برادری کی جڑ کاٹ ڈال۔ ارشاد ہوتا ہے
"اس کونسل کی رائے ہے کہ بنگالہ موجودہ حالت میں
کسی قسم کی آئینی حکومت کی اہلیت نہیں رکھتا۔"
ہماری رائے ہے کہ ہندوستانی درخت کو اس
بیٹھک کا تجربہ ہونا لازمی ہے تاکہ معلوم ہو سکے
جس قوم میں مسٹرداس کے نقش قدم کے ساتھ

موجودہ دور برسر کار رہیں وہ ابد الآباد تک آئینی
حکومت کے قابل نہیں ہو سکتی۔ آمین۔

مومن کی فراست سے بچو

یہ حدیث ہے۔ ایمان کی جلا جب آئینۂ دل پر
ہو جاتی ہے تو نہ دکھائی دینے والی صورت بھی اس
میں کھنچ جاتا ہے چنانچہ روشن ضمیر مولانا بیچ
نے ملکہ ثریا کا فوٹو دیکھ کر وہ باتیں تاڑ لیں جو ایک
آنکھ سے ہو پرست اور صاحب الفراۃ فراستہ فوراً پہلے سے
کی نسبت غیر اسلامی دستور ہونے کا فتویٰ دے گا
اور وہی ہوا کہ ثریا کے چہرہ سے نقاب اٹھا اور
ان حضرات کی آنکھوں سے حیا کا پردہ۔ گئے
اپنے بزرگوں کو اہل کفر و نفاق کا خطاب دے۔ یہ
ان کا پرانا دستور ہے بادشاہوں کی خاطر
سے رسول اللہ کی سیرت میں مداخلت کیا۔ تو تعجب
یہ ہوتی ہے کہ دشمنوں کو اسلام میں کوئی بات
ایسی نہیں ملتی جس کی مخالفت خود مسلمانوں کی
کتاب میں موجود ہو چکا خیر اس الزام سے
کہ مسلمانوں کے افعال کا ذمہ دار اسلام ہے۔
وغضوا ابصارھم عورتوں کی طرف سے نظر بچا کے
چلنے کا حکم اس کے معنی وقتاً باطل ہوئے بیٹھے ہیں
دوسری بات یہ ہے کہ مولانا بیچ ملکہ ثریا کی تصویر
کی مخالفت سے یاروں کی اصلی غرض بھانپ گئے
لیکن یہ تصویر ملاؤں کی نگاہوں تک پہنچی تھی
افغانستان میں طرفہ گل ہوئے گا۔ مولانا بیچ نے
ایک کار روائی میں اب سے ڈھائی مہینے پیشتر ہو ساز
کھول دیا تھا سنا ہے کہ ٹیلی گراف پڑھ کر انقلاب کی
سے تنخواہ ایک مالک ثریا کی بیبائی پر احتجاجانہ
ہوتے ہیں۔ اس سے کچھ ہو کا نہیں مگر جوڑ ملانے کا
سلسلہ تو جاری رہے گا۔

شاید کہ ہمیں جیسے ہر آرزو برد بال۔ خدا گرد۔

قوت مصورہ کی غلطی

واہ! سنتے ہیں کہ کابل میں ایک فرقی کے

انڈے سے گائے کی شکل کا بچہ نکل پڑا لوگ اس بچہ
کو دیکھنے جوق جوق جا رہے ہیں۔ انڈے
اور چوزے کی بیرون گمیں رنگ سے کیا حق
کہ اس مرغی کو گائے کی حقیقی والدہ ہونے کا شرف
حاصل ہے۔ قدرت بھی عجب دل لگی باز ہے۔

مولانا بیچ کی نوٹ بک

اتنی جلدی؟

جب دہلی نہ تھی مادر نہ تھا جہانگیر تھے تو ایک
تھا بادشاہ اس کے دربار میں ایک امیر نے کہا تھا
پیٹ کا درد بنے والا ہو گا کہ میرے وطن میں گیہوں
کا پودا بہت بڑا ہوتا ہے اس کے کھیت میں ہاتھی
چھپ جاتا ہے بادشاہ ہنسا اور اسے قید کر دیا۔
بیچارے نے قید خانے میں پڑے پڑے اپنے عزیزوں
کو لکھا کہ ابھی فصل کا فوری ایک بوجھ بھیجو۔
کے گیہوں بھیجو۔ عزیزوں نے فصیل کی پانچ پوچھے
کے بعد بالیوں کا بوجھ جہاں پناہ کے حضور میں
پیش ہوا حضور نے امیر صاحب کو خلعت عنایت
فرمایا مگر نصیحت کی کہ ایسا دعوے جس کا ثبوت
ایک سال تک نہ مل سکے نہ کرو۔

امان اللہ خان نے ہوا لعوام میں کہا کہ رواج
شدہ کہنے میں ہر تبدیلی ہوجانی ہوا گیا اور

ہندوستان کی بابت تفصیلی واقعات سے پارلیمنٹ کو باخبر کریگے۔ اے نمونے گیہوں والے جہاں پناہ!

...علیہ السلام کا نیا وصف

کوئی نیا وصف نہیں ہے تو پڑا نا گر ہے

اے ذرا کوٹ انڈ لیگن بجا

ستارہ میرے رقاصی نچاتی

لکھنے والے سے غلطی ہوئی جہاں ستارہ ... وقت کا ذکر کیا تھا۔ ہاں یہ بھی کہ نیا نسل افزائی کی خاصیت بھی ان حضرت میں ہے ... انڈین باتیں اور فلسفی ماثر ورق کو ہمیشہ ہمارے ہی سے ہے۔ دولت انگلشیہ یعنی سلطنت کے ... ہے۔ خوب ہے سیکڑوں آدمی خوشی خوشی فرزند دل پسند دولت انگلشیہ بننے پر آمادہ ہیں اور اس بیچاری نسل کی مطلق پروا نہیں کرتے کہ ... ملک یا ... خطرہ ہے کہ ... ہاتھ سے جاتے ہیں ... سے رشتہ مٹیا ہو جاتا ہے۔

لندن کے کروڑپتی مسٹر جیمز ولیم ... کروڑوں کی دولت چھوڑ کے مرے۔ خوب تھا وارث گر ... علیہ السلام کی عادت لاوارث ہونے کی نہیں۔ ... بھائی وارثوں کی بھی چھوٹی بڑی کمپنیں وارث پیدا ہو گئے۔ حکومت نے ... سیگل نامے ایک جھوٹے بیچ کو وراثت مسٹر جیمز کا ذاتی سامان عنایت کر دیا جس کی قیمت تین کروڑ سے زیادہ تھی اور باقی جائداد لارڈ جوہے کرزن کے صاحبزادے کو دے کے وارثوں کی ... سے بچا چھوڑ دیا۔ چھوٹے لارڈ کرزن بھی جانے لگے اور کہا جاتا ہے کہ ان کی بیگم نے کسی قدر ... کا بچے کے پاؤں اور ایک ... ہی مال ... وارث گردہ لیا۔ ... میں کھلبلی مچی اب ... مسٹر ... میں ... مسٹر جیمز ... ان کے بھائی کی بیوی کے گل ... سب لندن میں ... ایک ... اپنی وراثت ثابت کر چکے ہیں اور دیکھ کس فرزند خوش قسمت کو پیار کرتی ہے۔ سچ ہے غریب کا باپ بننے سے امیر کا بیٹا بننا زیادہ مفید ہے۔

تعجب ہے کہ جب ... لارڈ ... کرزن کو جب یہ دولت ملی تھی تو مسٹر جیمز ولیم ... کی بیوہ اور کس کو وقاحت میں جلوہ گر تھی اور مسز کرزن نے جب ... کو وارث بنانے کی ٹھہرائی تو کیا کر رنگ ... دفتہ دور ... کو ... نہ تھی۔

تقلید بوزنینہ

مشہور ہے کہ میاں تھے بیچاری بی کھچڑی پکا ... گھر میں ایک بکری تھی اور ایک ... رہتی ... کی طشتری والی ... گئی تھیں ... کے پاس چھوڑ کے گئیں طشتری لینے ... صاحب نے کھچڑی ... میں رکھ لی اور ... ہاتھ بکری کے منہ اور گال کے ... سے صاف کر لیے اب جو بی بی نے بکری کی خیانت کا سروپی ثبوت پایا تو ... بیچاری کو ... کھلانے لگیں۔ ... ہم نے کھچڑی تیرے کھانے کے لیے پکائی تھی۔

چھوٹے میں ... ہم اور ... ازائے تو یہ

میاں بستر بیماری سے چھپے پڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے آخر تنے سارا ... کہ نا ... بکری کی جان بچی۔

ہونے میں ... کے بعد ... کسی نے کھچڑی تو نہیں مگر کرم کی استرکاری کر دی اس پر مرچ بھی ہوئی ہے کہ ... کسی مسلمان کا کام ہے ایسے کہ ایک ترکی ٹوپی بھی ... پڑی ملی جس کی ... دم شاہد عادل ہے۔ ... بی بی حورت ... تعلق ناقص العقل تھیں یہ نہیں کہ ... بکری کے ہاتھ نہیں اس نے اپنی کھال ... کھچڑی بھر کے کیوں ... بلائی۔ کیا ... بھی ناقص العقل عورت ذات ہے جسے اتنا شعور نہیں کہ ... برتنے کے یہ حضرت ... اپنی ظاہری علامت مسلمانی یعنی ترکی ٹوپی کیوں چھوڑ گئے۔ ... جو بی بی بننا اچھا نہیں۔ کسی احمق ... تقلید کی ہے۔

... اور ... شہرت۔

... ہمارے ... حضرت ... کی

شہرت کی خواہش جب دل میں ... پیشاب کرنے سے بھی نہیں چوکتا۔ مگر جہاں تک ہمیں معلوم ہے ہمارے دوست شیخ حبیب اللہ صاحب ... کو شہرت کی حاجت نہ تھی آپ ایک سرکاری آدمی ہے اب بھی ہیں اور ... ہمیشہ رہینگے۔ بنابریں نہایت تعجب ہوتا ہے ... اور ... سے آپنے کیوں ایسی بگڑی ... تیجہ یہ ہوا کہ آل انڈیا ... کانفرنس کا سالانہ اجلاس ... حضرت مسیح الملک کی ... سے دہلی میں منعقد ہونیوالا تھا اب وہ ... میں ... کہ ... اور پنجاب ... صوبوں ... خدا کے مجبور ... غالباً کانفرنس کے جلسے ... صاحب کی ... جلسوں سے کسیقدر زیادہ کی بابت ہندوستان کا کوئی ... مشکل سے ... جہاں طبیب ... کا قدم ... صاحب کی ... ہم دیکھتے ہیں کہ ... جب ... اس میں کچھ مزا ... ہے وہ ... کے ذریعہ سے ... قریب ... کی ... اور ... ہے ... کہتے ہیں ... اور ... کہتے ہیں ... خبر ... ارادہ ... اخباری کاغذ میں حضور کا نام موجود ہے۔

حکایت ہے کہ ... آپ ... تھے ... صاحب نے ... کیا ... ہو ... جواب ملا کہ آپ کی عالی خیالی اور ... کا ذکر تھا۔

حماقت

یہ تو ایسی چیز ہے بڑے بڑوں سے سرزد ہوتی ہے مگر ... کانفرنس کی رپورٹ کی بعض ... کے قابل ہیں۔ ... کانفرنس ... کی ہے کہ ... نہیں ... کی ... بچائی جائیں ہاں اگر بائیس سال کی ... سے ... کا انتظام کر لیا گیا ہو۔

اگر ... مان لی جائے تو شاید ... کا ... کوئی ... کا ... لاتا ہے

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہوچکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے
جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگون کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب مین اُنسے نقل کیگئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتداے کتاب مین لکھ دیے گئے ہین اسطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا وہ ایک معمولی ہارمونیم یا ستار کی گت سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا - فی الحقیقت مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے - حصہ دوم نہایت مقبول ہوا - تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایۂ ناز اسمین موجود ہے - قیمت پانچ روپیہ

حصہ اول کی للعہ فی جلد - محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار -

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ